سلسلہ اشاعت امامیہ مشن پاکستان رجسٹرڈ لاہور ۶۱

اِدراکِ حسینیت

از قلم
عالیجناب سید ارشاد حسین صاحب ازہر
بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی
ایڈووکیٹ، رائے بریلی (انڈیا)

قیمت ۱ر آنہ

(خورشید عالم پریس ریلوے روڈ لاہور)

امامیہ مشن پاکستان

کے سلسلۂ اشاعت کا رسالہ ۱۶۱ آپ کے پیش نظر ہے جو ہماری قوم کے قابل فخر اہل قلم

جناب سید ارشاد حسین صاحب آنزہر بی۔اے۔ایل۔ایل بی ایڈوکیٹ رائے بریلی (انڈیا)

کی مختصر مگر گرانقدر تصنیف ہے جس کو سرفراز لکھنؤ سے بصد شکریہ نقل کر کے ہم شائع کرنے

کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

بھلا کون ہے جو اس سے انکار کر سکے کہ حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے نواسے حسینؑ کی حیاتِ مقدسہ کا ہر ورق نفوسِ خلائق کے لیے سرچشمۂ ہدایت ہے

یقیناً آپ معدنِ انسانیت وفضیلت کے گوہرِ بے بہا تھے۔ تاریخ کے اوراق کی ورق

گردانی کیجیے تو آپ کو ملے گا کہ آج سے کچھ اوپر تیرہ سو سال قبل ارضِ نینوا پر حضرت

امام حسین علیہ السلام نے چند گھنٹوں کی لڑائی میں وہ طرزِ عمل اختیار کیا جو آج بھی

بھولی بھٹکی دنیا کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہو سکتا ہے۔ صرف ادراکِ حسینیت کی ضرورت

ہے۔ اس کتابچہ میں فاضل مؤلف نے اس موضوع پر دعوتِ فکر و عمل دی ہے۔

اس سلسلہ میں ہم ہر صاحب دل سے درخواست کرتے ہیں، وہ مشن کے اس

کتابچہ کو بھی رعایتی نرخ پر خرید کر عزائے سید الشہداء کے تمام مواقع پر مفت تقسیم

کر کے ثواب دارین حاصل کرے۔ اس طرح نہ صرف ہماری حوصلہ افزائی ہوگی

بلکہ تبلیغ دین کا مقدس فریضہ بھی بہ حسن و خوبی ادا کیا جائے گا۔ مشن کی طرف

سے سو رسائل (کوئی ایک یا سب ملا کر) کی خرید پر پچیس فیصدی رعایت دی

جاتی ہے۔

دسمبر ۱۹۵۸ء — جنرل سیکرٹری

ادراکِ حسینیت

ع "حقیقتِ ابدی ہے مقامِ شبیریؑ" (اقبال)

اہلِ اسلام کے خزانہ میں ایک گرانقدر سرمایہ ہے جس کا انکو احساس نہیں مسلمانوں کی تہی دامنی میں ایک گوہرِ شب چراغ آویزاں ہے جس کا انکو علم نہیں۔ اسلام کی کتابِ ماضی میں ایک تاریخی واقعہ ہے جس نے اس کتاب کو صحیفۂ نورانی بنا دیا ہے۔ تیرہ صدیوں کے دھندلکے میں ایک آفتابِ عالمتاب روپوش ہے جسکی شعاعیں اب بھی تاریک خانہ ہائے دل میں اجالا بکھیرتی ہیں مگر ادراک نہیں یا قدر نہیں۔ مغرب زدہ انسان سفید اقوام کی تاریخیں حفظ کر رہا ہے لیکن اپنی تاریخ کو بھولنے کی کوشش میں ہمہ تن مصروف ہے۔ غیروں سے الفت اور اپنوں سے بیگانگی و غفلت مسلمانوں کا رجحان ہو گیا ہے۔ ہم اپنے زمانہ سابقہ کی شاندار روایات کو پیش کرنے میں احساسِ کمتری کا شکار ہیں۔ ناصحانِ مشفق نے ہم کو یہ سبق پڑھا دیا ہے کہ ماضی کی طرف نظر نہ کرو۔ ترقی کرنا ہے تو مستقبل پر نگاہ رکھو۔ ترقی کی منزلوں کو حاصل کرنے کیلیئے یہ نظریہ یکلخت نادرست تو نہیں ہے لیکن یہ اقوال ان کے ہیں جن کا ماضی تاریک ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ قومیں جنکا ماضی شاندار ہے اور وہ ماضی کی روشنی میں جدید حوصلوں اور حسین ولولوں کے ساتھ شاندار مستقبل پر پہنچتی ہے۔ بلند ماضی رکھنے والی قوم اس مرتفع منزل سے بلند تر ہونے کی ابتدا کرتی ہے جہاں دوسری قومیں ابھی پہنچنے کی سعی کرتی ہوتی ہیں۔

دوسروں کی تاریخوں میں قتل و غارت، سفاکیوں اور خونریزیوں کی داستانیں بڑھ بڑھ کر تحریر ہیں اس لیے انکی نبرد آزمائیاں، ان کی شیر افگنیاں، انکی تیغ زنی

اور انکی فتوحات دل و دماغ پر چھا جاتی ہیں اور طبع انسانی مرعوب ہو جاتی ہے۔ مغرب
زدہ دماغوں کو ہینی بال یاد ہیں اسکندر کی فتح مندیاں ازبر ہیں۔ قیصر و نپولین کے معرکے
حفظ ہیں۔ ایسے مزاج رکھنے والے اگر چاہیں تو اپنے فاتحان قسطنطنیہ کو یاد کر کے
سر بلند کر سکتے ہیں وہ اپنے اس افتخار کو ناز سے اٹھا سکتے ہیں کہ مسلمانوں نے سات سو سال
اسپین اور نصف یورپ میں شاندار حکومت کی ہے۔ تاہم یہ چیز ایسی دلنواز نہیں
جس قدر یہ حقیقت اور اس کا احساس کہ ہم نے تاریکیوں میں تعلیم کی ضیا پھیلائی ہم صدیوں
رہنمائے عالم رہے ہیں۔ دنیا کی زمام قیادت ہمارے ہاتھ میں تھی۔ دنیا نے ہم سے
سبق سیکھے۔ ہم نے سائنس میں بھی عالم کی رہبری کی ہے۔ ہم نے سیاست میں بھی
اقوام عالم کو نئی روشنی سے آگاہ کیا۔ ہم نے شجاعت کے یادگار معرکے مثال
کے لیے عالم میں چھوڑے ہیں۔ ہم نے علم کی شمعیں روشن کیں۔ ہم نے
فصاحت کے دریا بہائے۔ ہم نے ادب کے جواہر پارے اکناف عالم میں مفت
تقسیم کیے۔ ہم نے عدل و انصاف کے راستے دکھائے۔ ہم نے صنف نازک کو برتر
درجہ دیا۔ ہم نے غلاموں کو آزادیاں دلائیں۔ ہم نے اخوت و مساوات کا جدید ترین
اصول پیش کیا۔ ہم نے اوہام پرستوں کو خدا پرستی دکھائی۔ ہم نے دنیا کو توحید کا درس دیا
ہم نے عالم کو حقائق و معارف کی روحانیت سے روشناس کیا۔

ہم نے ایک دنیا کا نظریہ پیش کیا۔ تاریکی کی گھنگھور گھٹاؤں میں ہم نے شمع
جلائی۔ اور اسے روشن رکھا ظلم و تعدی کی گھٹا ٹوپ تاریکی میں ہم نے معرفت
کے چراغ جلائے۔ اور اسے بجھنے نہ دیا۔ ظالم کو ٹوک کر مظلومیت کے اصول
سے اس کا مقابلہ کیا۔ اور شکست دی شیطنت اور سفالت کا ہم نے روحانیت

اور شہادت سے دفاع کیا اور اسے زیر کر دیا۔ ہم نے قربانیوں اور فداکاریوں کے
وہ جذبات پیدا کیے جنھوں نے عورتوں کو مردوں کے ہم دوش کر دیا۔ اور مردوں کو شیر دل
بنایا۔ بڈھوں کے قلوب میں شباب کا نیا خون بھر دیا۔ بچوں کو جوانی آنے سے پہلے
جوان کر دیا۔ جینے کا ڈھنگ بتایا۔ مرنے کا طریقہ سکھایا، موت کے ڈانڈے اپنی
حیات کے ڈانڈوں سے ملا دیئے۔ حیات عارضی کو حیات ابدی حاصل کرنے
کا طریقہ بتا دیا۔ کیا یہ واقعات ہماری رگوں میں تیزی سے خون دوڑانے کے
لیے کافی نہیں۔ کیا یہ احساسات ہمارے معاشرہ کے تن نیم مردہ میں برقی رو نہ دوڑا
سکیں گے۔ اگر ان خیالات سے کسی کے دل میں گدگدی نہیں پیدا ہوتی اور تن بے حس
میں جان نہیں پیدا ہوتی تو کوئی مسیحا بھی اسے حیات نہیں دے سکتا۔

اس لیے اے اسلام کے شیدائیو! اپنی تاریخ کی ورق گردانی کرو۔ تمہاری تاریخ
کے ایک گوشہ سے حسینیت تم کو پکار رہی ہے۔ کربلا کے سُونے بن سے ایک آواز
آ رہی ہے اور سارے عالم انسانیت کو دعوت فکر و نظر دے رہی ہے گمراہ دنیا آج
ایک رہبر کی متلاشی ہے۔ لیکن تاریخ کی روشنی سے اپنی نگاہوں کو متجلی نہیں کرتی۔
حسینیت، مذہبیت، و لامذہبیت دونوں کے لیے شمع ہدایت بن سکتی ہے مسلم و
غیر مسلم دونوں کے لیے دامن حسینیت میں جگہ ہے۔ حسینیت وہ مدرسہ ہے۔ جہاں
عالمگیر اخوت کا سبق ملتا ہے۔ جہاں عالم افروز مساوات کی تصویریں دل کشی کا
سامان مہیا کرتی ہیں حسینیت وہ ابدی چمنستان ہے جہاں خود اعتمادی کی ہریالی
عزت نفس کی روشنیں، فرض شناسی کے خوش رنگ پودے، ایثار و قربانی کے مسکراتے
ہوئے گل بوٹے ایمان و عقیدے کے متبسم غنچے، عمل و جد و جہد کی شفاف

نہریں، عبادت کی روح نواز ہوائیں۔ روحانیت کی جان بخش فضائیں، عزائم کے
بلند پہاڑ اور عشق و محبت کے عرش بوس افلاک نظر فریب طریقہ سے موجود ہیں

زیک طرف بدگر ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجا ست

حسینیت ایک درس ابدی ہے۔ حسینیت ایک حقیقت دائمی ہے۔ حسینیت
مردہ دلوں کی مسیحا اور زندہ دلوں کی شگفتگی ہے۔ حسینیت مریضوں کی شفا اور
کی جائے پناہ ہے۔ یاس کے ہجوم میں تنہا امید اور مجبور و ناچار کا اکیلا سہارا
ہے۔ حسینیت انسانیت کی معراج اور حقیقت کا عرفان ہے۔ حسینیت ایک
ایسی ازلی شے ہے جس پر ابدیت کی مہر لگی ہے۔ حسینیت وہ لاہوتی
ہے جو حال اور مستقبل دونوں کو حیات جاوید کی نوید دیتی ہے۔ حسینیت جمود کو
حرکت، اضطراب کو اطمینان، یاس کو آس، قنوطیت کو رجائیت سے بدل دیتی
ہے۔ حسینیت دل کو احساس اور دماغ کو شعور عطا کرتی ہے۔ حسینیت مصائب
ہنس ہنس کر جھیلنا اور مسکرا مسکرا کر تیر و تیغ حیات کے زخم کھانا سکھاتی ہے
حسینیت زندگی سے کھیلنا اور موت سے لڑنے کا مجاہدانہ انداز بتاتی ہے۔ حسینیت
شرافت نفس کے نفیس و پاکیزہ جلوے نمایاں کر کے انسانیت کو ان پر گامزن ہونے کے لیے
آمادہ کرتی ہے۔ حسینیت ثبات قدم کے بلند پیکر ہمالیہ میں سکون دل کے ساتھ
کوہ پیمائی کرنے کے لیے تیار کرتی ہے۔

حسینیت وہ شباب ہے جس کو پیری کے سفید ہاتھ چھو نہیں سکتے۔ حسینیت وہ حیات
ہے جسے موت کے برفانی ہاتھ ٹھنڈا نہیں کر سکتے۔ حسینیت وہ سراج منیر ہدایت

جسے مخالفت کی ہوائیں بجھا نہیں سکتیں حسینیت وہ قلعہ ہے جس پر دشمن فتح نہیں پا سکتے حسینیت وہ دامن ہے جہاں کراہتی اور سسکتی دنیا ہمیشہ پناہ لیتی رہے گی حسینیت وہ چشمۂ حیات ہے جس کے پانی سے ہانپتی اور بلبلاتی پیاس کی ماری دنیا تا قیام قیامت سیراب ہوتی رہے گی حسینیت کی تخلیق ازل میں ہوئی لیکن دہم محرم ۶۱ھ کو پروان چڑھی۔

حسینیت کے خمیر میں بہتر ملکوتی نفوس کا خون شامل ہے حسینیت کی تعمیر میں مسلم ابن عوسجہ کی پیری، حبیب ابن مظاہر کی محبت، زہیر ابن قین کی دلیری، عابس کی شجاعت علی اکبرؑ کا شباب، علی اصغرؑ کی شیر خواری، قمر بنی ہاشمؑ کی وفا شعاریاں، قاسم بن حسنؑ کا حسن، عون و محمدؑ کی دلبری، عابد بیمارؑ کی اسیری، کبریٰؑ کی بیوگی اور اہل حرم کی دل بستگی اور سید الشباب اہل الجنۃ کے نفس مطمئنہ کی ریاضت و عبادت شامل ہیں حسینیت وہ دنیا ہے جہاں حیوان انسان سے بہتر ہو جاتے ہیں حبیب ابن مظاہر کا اسپ وفادار اور سید الشہداءؑ کا ذوالجناح تاریخی ہستیاں بن گئے ہیں حسینیت وہ عالم ہے جہاں دشمنوں سے محبت برتی جاتی ہے۔ اپنے قاتلوں کو دعائیں دی جاتی ہیں۔ یہ وہ بزم ہے جہاں خود پیاسے رہ کر پہلے دشمنوں کی پیاس بجھائی جاتی ہے۔ یہ وہ جہان باقی ہے جہاں اصلاح انسانیت کے لیے جوان فرزند کے کلیجے برچھیوں سے چھیدوا دیے جاتے ہیں۔ بھائی کے بازو قلم کرا دیے جاتے ہیں۔ چھ مہینے کی جانوں کو تیر سہ شعبہ کے سامنے ہدف بنا دیا جاتا ہے۔ بھتیجے کو گھوڑوں کے سموں کے نیچے پامالی کے لیے ڈال دیا جاتا ہے۔ بیویوں اور بہنوں، بیٹیوں کو اسیری کی تاریک زندگی گزارنے کے لیے قید

کرا دیا جاتا ہے اور نوکِ نیزہ پہ بلند ہو کر اپنے بریدہ سر کی نورانی آنکھوں سے بیمار بیٹے
کے جسمِ لاغر پہ تازیانے لگتے دیکھا جاتا ہے۔

کون کہتا ہے کہ حسینیت میں صرف گریہ و بکا ہے۔ یہاں تو جراتِ مردانہ و
ہمتِ شیرانہ کے سرچشمے جوش مار رہے ہیں۔ کون کہتا ہے کہ حسینیت میں صرف
حزن و ملال ہے۔ یہاں تو عزمِ جوان اور ولولۂ شاہِ مرداں کا یہ جوش نورانی چہرہ زیبائی
کر رہا ہے۔ کون کہتا ہے کہ حسینیت میں صرف اشک و ماتم ہے۔ یہاں تو حیاتِ ظاہری کی
گوہر باریاں اور حیاتِ ابدی کی گلفشانیاں موجود ہیں۔ کون کہتا ہے کہ حسینیت یاس
انگیز ہے، یہاں تو حیاتِ مابعد کی امیدیں اور انقلابات سے جنگ آزمائیوں کی تفسیریں نظر
آتی ہیں۔ نگاہ ہو تو دیکھو، قلب ہو تو محسوس کرو۔ دماغ ہو تو ادراک حاصل کرو۔

حسینیت تو ایک مستقل تحریک ہے۔ حسینیت ایک منفرد طریقۂ عمل ہے۔ حسینیت تمام
اقوامِ عالم کی ہر جائز آزادی کی ضامن ہے۔ حسینیت ہر انسانی دور کیلئے انسانیت کی معاون
مددگار ہے۔ یہاں آہیں ضرور ہیں مگر محبت و خلوص کی آوازیں ہیں۔ یہاں آنسو ہیں مگر قلبِ مومن
کی جلا کے لیے۔ یہاں مجالس ہیں مگر یادِ رفتگاں تازہ کر کے مؤانست کی ہم نشینی حاصل
کرنے کیلئے۔ یہاں علم ہیں تو وفاداری اور عزمِ بلند کے احساس کو زندہ رکھنے کے
کے لیے۔ یہاں ضریح ہیں تو مولائے کائنات کے مشہد کی، دور سے بہ نیت تقربِ رب
ذوالجلال زیارت کر کے کسبِ کمال کیلئے۔ یہاں جلوسِ عزا ہیں تو سب کو دعوتِ فکر و نظر
دینے کے لیے۔ کبھی حسینیت پہ نگاہ غلط انداز تو ڈالیے کبھی متفکرانہ اور فلسفیانہ انداز
میں غور تو فرمائیے حسینیت کی بربادیوں میں عجیب اور وسیع دنیا آباد ہے۔

دامانِ نگہ تنگ و گلِ حسنِ تو بسیار
گلچیں نگاہ تو ز داماں گلہ دارد